71202 ـ نصف جسم مفلوج والا شخص وضوء كس طرح اور نماز كيسے ادا كرے گا ؟

سوال

عورت جس كا نصف جسم مفلوج ہے اس كے ليے وضوء كرنا مشكل ہے، سوال يہ ہے كہ:

وہ وضوء يا تيمم كيسے كرے ؟

كيا اس كے ليے مٹى لائى جائے يا كيا كيا جائے ؟

كيا وہ ديوار (جس پر غبار نہ ہو) سے تيمم كرے يا كچھ اور ؟

اس كے تيمم كا طريقہ كيا ہو گا ؟

اور وہ نماز كيسے ادا كرے گى ؟

پسنديدہ جواب

الحمد لله.

اول:

جو مريض پانى لانے اور وضوء كرنے كى استطاعت نہ ركھتا ہو، يا پھر حركت كرنے سے قاصر ہو تو اس كى حالت كو ديكھا جائےگا:

اگر تو اس كے ليے نماز كے وقت پانى لانے والا شخص موجود ہو اور اسے وضوء كرانے ميں تعاون كرے تو اس كے حق ميں وضوء كرنا واجب ہے.

اور اگر اس پانى لا كر دينے والا اور وضوء ميں معاونت كرنے والا كوئى نہ ہو تو اس وقت اس مريض كے ليے تيمم كرنا مشروع ہے، اور يہ مريض پانى نہ پانے اور پانى كى عدم موجودگى كا حكم پائے گا.

اس ليے كہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

جہاں تك ہو سكے اللہ تعالى كا ڈر اور تقوى اختيار كرو التغابن (16).

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جب ميں تمہيں كوئى حكم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل كرو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7288) صحیح مسلم حدیث نمبر (1337)

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی " المغنی " میں کہتے ہیں:

" جو مریض حرکت کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور اسے پانی لا کر دینے والا بھی کوئی نہ ہو تو وہ پانی نہ پانے والا کی طرح ہی ہے، کیونکہ وہ پانی تك پہنچ ہی نہیں سکتا، چنانچہ یہ اس شخص کے مشابہ ہوا جو شخص کنواں تو پائے لیکن اس سے پانی نکالنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو.

اور اگر وہ نماز کا وقت نکلنے سے قبل پانی لانے والا شخص پا لے تو وہ پانی پانے والے کی طرح ہے؛ کیونکہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو وقت کے اندر پانی نکالنے والی چیز پا لے.

اور اگر اس کے آنے سے قبل اسے نماز کا وقت نکلنے کا خدشہ ہو تو ابن ابی موسی کا کہنا ہے:

وہ تیمم کرے، اور اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے.

اور یہ بہتر قول ہے؛ کیونکہ وہ وقت کے اندر پانی نہیں پا سکا، چنانچہ مطلق طور پر پانی نہ پانے والے کی طرح ہوا " انتہی

دیکھیں: المغنی (1 / 151).

اور مرداوی رحمہ اللہ تعالی " الانصاف " میں رقمطراز ہیں:

" اگر مریض حرکت کرنے سے قاصر ہو اور اسے وضوء کرانے والا بھی کوئی نہیں ہو تو اس کا حکم پانی نہ ملنے والے شخص کا ہو گا.

اور اگر وضوء کرانے والے کا انتظار کرنے میں نماز کا وقت نکل جانے کا خدشہ ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کر لے، اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ نماز دوبارہ نہیں لوٹائے گا " انتہی

دیکھیں: الانصاف (1 / 265).

اور " شرح العمدۃ " میں شیخ الاسلام کہتے ہیں:

" اگر اس کے لیے پانی استعمال کرنا ممکن نہ ہو یعنی وہ حرکت کرنے سے عاجز ہو اور اسے پانی دینے والا شخص بھی نہ ہو تو وہ پانی نہ ملنے والے کی طرح ہی ہے، اور اگر اسے پانی دینے والا شخص ہو تو وہ وقت میں پانی حاصل کرنے والا ہے "

دیکھیں: شرح العمدة (1 / 433 ـ 434).

اور " الموسوعة الفقهية " میں بیان کیا گیا ہے کہ:

" وہ عاجز شخص جو پانی استعمال کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تیمم کر کے نماز ادا کرے گا، اور مکرہ اور محبوس اور پانی کے قریب بندھے ہوئے، اور سفر اور حضر میں کسی درندہ اور حیوان یا انسان سے خائف شخص کی طرح نماز نہیں لوٹائےگا، کیونکہ وہ وہ حکما پانی کے عدم حصول میں داخل ہوتا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بلا شبہ مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا باعث ہے، چاہے اسے بیس برس تك بھی پانی نہ ملے، چنانچہ جب اسے پانی ملے تو وہ اسے اپنے جسم پر استعمال کرے، کیونکہ یہ بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (14 / 260).

آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (20935) کے جواب کا بھی ضرور مطالعہ کریں.

دوم:

اگر وہ وضوء کے بعض اعضاء دھو سکتا ہو، اور باقی اعضاء کے دھونے میں بیماری مانع ہو، تو اس کے لیے حسب استطاعت وضوء کے اعضاء دھونے ضروری ہیں، اور جو رہ گئے ہیں اس کے بدلے میں تیمم کر لے"

سوال نمبر (67614) کے جواب میں اس کا بیان ہو چکا ہے.

سوم:

تیمم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی " الشرح الممتع " میں لکھتے ہیں:

" میرے نزدیك سنت کے مطابق تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ: آپ اپنے دونوں ہاتھ بغیر کھلی ہوئی انگلیاں زمین پر مار کر اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پھیر لیں، تو اس طرح تیمم مکمل ہو جائیگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (1 / 488).

اس کی تفصیل سوال نمبر (21074) کے جواب میں بیان ہو چکی ہے.

چہارم:

جب پانی استعمال كرنے سے عاجز مريض تيمم كر كے نماز ادا كرے اور نماز سے فراغت كے بعد پانی كے استعمال ميں آسانی ہو جائے تواس كے ليے نماز لوٹانی لازم نہيں ہو گی، كيونكہ اس نے اپنے ذمہ واجب كی ادائيگی كر لی ہے، اور جس فعل كا اسے حكم تھا وہ سرانجام دے چكا ہے.

شيخ الاسلام " شرح العمدۃ " ميں لكھتے ہيں:

" كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے ايك نماز كی ادائيگی كا كہا ہے جسے وہ حسب الامكان ادا كرے گا، اور جس چيز سے عاجز ہو وہ عاجز ہونے كی بنا پر ساقط ہو جائيگی.

اور نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" پاكيزہ مٹی مسلمان شخص كے ليے طہارت و پاكيزگی ہے "

اور فرمان نبوی ہے:

" آپ كو مٹی كافی تھی "

يہ اس بات كی دليل ہے كہ مٹی پانی كے مطلقا قائم مقام ہے " انتہی

ديكھيں: شرح العمدۃ (1 / 425).

پنجم:

گھر كی ديوار پر ہاتھ مار كر تيمم كرنے ميں علماء كرام كا اختلاف ہے، اس كی وجہ درج ذيل فرمان باری تعالی كی مراد ميں علماء كا اختلاف ہے:

چنانچہ تم پاكيزہ مٹی سے تيمم كرو النساء (43).

اس آيت كی صحيح تفسير اور معنی يہ ہے كہ: اس سے وہ مٹی مراد ہے جو زمين پر ہو ، چاہے وہ مٹی ہو يا ريت يا پتھر وغيرہ .

اس بنا پر اگر ديوار پر كسی چيز روغن وغيرہ كا ليپ نہ ہو تو اس ديوار پر تيمم كرنا جائز ہے، چاہے اس پر غبار ہو يا نہ، كيونكہ وہ ديوار مٹی كی ہے، اور اگر اس پر ليپ (لكڑی يا پينٹ) كيا گيا تو يہ لكڑی يا پھر پينٹ ہے جو مٹی كی

جنس سے نہیں چنانچہ اس سے تیمم جائز نہیں ہو گا.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (36774) کے جواب کا مطالعہ کریں.

ششم:

رہا مسئلہ حرکت سے عاجز مریض کی نماز کا تو اس کے متعلق " الموسوعۃ الفقھیۃ میں یہ بیان ہوا ہے:

" جمہور علماء کرام کے ہاں مریض یا فالج زدہ شخص نماز اس طرح ادا کرے گا جس طرح اس میں استطاعت ہو، کیونکہ کسی فعل سے عاجز شخص کو اس فعل کا مکلف نہیں کیا جائیگا، چنانچہ جب کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو بیٹھ کر رکوع اور سجود کر کے نماز ادا کرے گا، اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرے، اور سجدہ کے لیے رکوع سے کچھ زیادہ جھکے گا، اور اگر وہ بیٹھنے سے بھی عاجز ہو تو لیٹ کر اشارہ کر لے، کیونکہ عذر کی بنا پر رکن ساقط ہوا ہے، چنانچہ عذر کے مطابق ہی کیا جائیگا.

عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا:

" کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو لیٹ کر اشارہ کے ساتھ نماز ادا کر لو " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (26 / 208).

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

" میرے والد صاحب کو بائیں جانب فالج ہے جس کی وجہ سے وہ حرکت نہیں کر سکتے، اس بنا پر وہ نہ تو چل سکتے ہیں، اور نہ ہی خود بیت الخلاء جا سکتے ہیں، تقریبا دس برس سے ان کی حالت یہی ہے، لیکن تین یا چار ماہ سے اس مرض میں شدت پیدا ہو چکی ہے، لہذا کیا وہ اس بنا پر نماز ترک کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ نماز کے لیے طہارت نہیں کر سکتے ؟

اور اگر ان کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں تو پھر طہارت اور نماز کے لیے انہیں کیا کرنا ہو گا ؟

اور اس حالت میں نماز معاف ہونے کے اعتقاد کی بنا پر بیماری میں جو نمازیں انہوں نے ادا نہیں کیں اس کا کیا جائے ؟

شیخ کا جواب تھا:

" مسلمان شخص جب تك عقل مند رہے اس سے نماز ساقط نہيں ہوتی ليكن وہ اپنی حالت كے مطابق نماز ادا كرے گا:

كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

حسب استطاعت اللہ تعالى كا تقوى اور ڈر اختيار كرو .

اور نبی كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" نماز كھڑے ہو كر ادا كرو، اور اگر كھڑے ہونے كی طاقت نہيں تو پھر بيٹھ كر اور اگر اس كی بھی آپ ميں استطاعت نہيں تو پھر پہلو كے بل ليٹ كر "

چنانچہ آپ كے والد جنہيں فالج كی بيماری ہے اگر وہ اپنے صحيح ہاتھ سے خود وضوء كر سكتے ہيں تو وضوء كريں وگرنہ كوئی اور شخص انہيں وضوء كرائے كيونكہ اس پر يہ واجب ہے.

اور اگر وہ پانی سے وضوء نہيں كر سكتے تو پھر تيمم كريں.

اور اگر خود تيمم نہيں كر سكتے تو كوئی دوسرا شخص انہيں تيمم كرائے كہ ان كے گھروالوں يا اس كے پاس كوئی بھی موجو د شخص اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر مار كر طہارت كی غرض سے مريض كے چہرے اور اس كے ہاتھ پر پھيرے، اور وہ اپنی حالت كے مطابق بيٹھ كر يا پہلو كے بل ليٹ كر ركوع اور سجدہ كے ليے حسب استطاعت سر كے ساتھ اشارہ كر كے نماز ادا كريں.

اگر وہ فالج كی بنا پر سر سے اشارہ نہيں كرسكتے تو پھر سجدہ اور ركوع ميں آنكھ سے اشارہ كر كے نماز ادا كر ليں.

الحمد دين ميں آسانی اور سہولت ہے، ليكن اس كا يہ معنى نہيں كہ نماز بالكل ادا ہی نہ كی جائے، بلكہ جيسا ہم بيان كر چكے ہيں كہ وہ اپنی حالت كے مطابق نماز ادا كرے، اور جو نمازيں نے ادا نہيں كيں بقدر استطاعت انہيں ادا كرے" انتہى

ديكھيں: المنتقى من فتاوى الفوزان (4) نمبر (27).

واللہ اعلم .